© rasailojaraid.com

سے پست ہے جس کی معذرت خود مقدمہ نگار نے بھی کی ہے، بہت سے صفحات سے کئی کئی الفاظ اڑ گئے ہیں جیسے ص۲۲ ص۲۵ ص۲۹ اور ص۳۰ اسی طرح تصحیح میں بھی خامیاں رہ گئی ہیں۔

تاہم یہ کتاب جہاں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے بارے میں کچھ نئی معلومات دیتی ہے وہیں سلوک و تصوف کے مسافروں کے لئے اپنے اندر بہت کچھ رہنمائی کا سامان بھی رکھتی ہے۔

عصرِ حاضر میں دین کی تفہیم و تشریح :- از مولانا ابوالحسن علی ندوی، کتابت و طباعت معیاری ضخامت ۱۱۲ صفحات، قیمت ۵/- پتہ :- دارعرفات، گوئن روڈ- لکھنؤ۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی سنجیدہ و متین طرز تحریر، تاریخ کے وسیع و عمیق مطالعہ بالخصوص ماضی سے حال و مستقبل کے لئے سبق حاصل کرنے اور اسے ایک موثر و دلکش اور جاندار پیغام کے طور پر پیش کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے، ان کی ہر تحریر ان کے خلوص و للہیت اور نیک نیتی کی وجہ سے ہر ناظر کے لئے ایک اہم پیغام رکھتی ہے۔ زیرِ تبصرہ کتاب جیسا کہ انھوں نے خود لکھا ہے بعض معاصر تحریکوں اور تحریروں کے آئینہ میں ایک جائزہ و تبصرہ ہے۔ جس میں خصوصیت سے روئے سخن ہند و پاکستان کی مشہور تحریک "جماعتِ اسلامی" کی طرف ہے۔

مقدمۂ کتاب میں خود مؤلف نے کتاب کا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے کہ پیشِ نظر کتاب ایک علمی واصولی تبصرہ و جائزہ ہے، وہ نہ مناظرے کے انداز میں لکھی گئی ہے، نہ فقہ و فتاوی کی زبان میں وہ ایک اندیشہ کا اظہار ہے اور (الدین النصیحۃ (دین خیر خواہی کا نام ہے) کے حکم پر عمل کرنے کی مخلصانہ کوشش، اس کی کوئی سیاسی غرض ہے نہ کوئی جماعتی مقصد۔۔۔ اس ناخوشگوار کام کو محض عنداللہ مسئولیت و شہادت حق کے خیال سے انجام دیا گیا ہے، جو لوگ دین کی سنجیدہ اور مخلصانہ خدمت کرنا چاہتے ہیں ان میں طلبِ حق کی سچی جستجو اور اپنی دینی ترقی و تکمیل کا جذبۂ صادق پایا جاتا ہے، انھوں نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہمیشہ صحت مند اور تعمیری تنقید اور مخلصانہ مشورے کی قدر کی ہے"

اس میں شک نہیں کہ مؤلف نے اپنی کتاب کے بارے میں اور اس کے اسباب و محرکات کے بارے میں جو کچھ کہا ہے ان کی پوری زندگی اور ان کی تصانیف اس کے حرف حرف کی تصدیق کرتی ہیں۔ کاش اس مشورے اور ان خیر خواہانہ اصلاحات کو ایک دوست اور بہی خواہ کے مشوروں کی طرح ہی دیکھا جائے ۔۔۔ مزید یہاں بعض واقعات ایک تسلسل کے ساتھ ایسے ہیں کہ اس پس منظر میں اگر اس کتاب کو دیکھا جائے تو اس کتاب کے محرکات میں آمد کے ساتھ ساتھ کسی آورد کی آمیزش کا شبہ کرنے کی گنجائش نکل سکتی ہے۔

ایمرجنسی کے زمانے میں سہارنپور سے ایک کتاب شائع ہوئی "فتنۂ مودودیت" یہ کتاب دراصل حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور کا ایک چھبیس سال پرانا خط تھا جو اس وقت تک شائع نہیں ہوا تھا۔ اس کی اشاعت سوچ سمجھ کر تو غالباً نہیں بس اتفاق سے عین اس وقت ہوئی جبکہ حکومت ہند نے جماعت اسلامی پر پابندی لگا دی تھی یہ کتاب تبصرے کے لئے برہان کے دفتر میں بھیجی گئی۔ برہان کے مدیر محترم جناب مولانا سعید احمد اکبرآبادی صاحب کا خیال اس پر تبصرہ کرنے کا نہ تھا مگر جب تقاضا ہوا تو انھوں نے بجائے تبصرہ کرنے کے جنوری ۱۹۷۶ء کے شمارے میں نظرات کے اندر اس پر اظہار خیال فرما دیا جس میں محترم حضرت شیخ الحدیث صاحب موصوف کے علمی ارادت سے اتفاق کرنے کے ساتھ ساتھ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کی تحریروں سے جو نئی نسل کو فائدہ پہنچا ہے اس کا بھی کھل کر اعتراف کیا گیا اور ان کے ساتھ استہزاء اور تمسخر کا معاملہ نہ کرنے کا مشورہ دیا گیا، اخیر میں یہ بھی لکھا گیا کہ :-

۔۔۔" البتہ یہ کہدینا ضروری ہے کہ آج جبکہ جماعت اسلامی ممنوع ہے اس مکتوب کو شائع کرنا اور وہ بھی اشتعال انگیز عنوان سے بزدلی اور سخت قسم کی اخلاقی کمزوری ہے، پھر تبلیغی جماعت کا اس سے دلچسپی لینا بھی اس کے مسلک اور وقار کے خلاف ہے۔

(نظرات برہان جنوری ۱۹۷۶ء)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

برہان میں یہ تذکرہ آیا تھا کہ یہ کتاب بہت سے ان حلقوں میں بھی متعارف ہوگئی جہاں شاید ناشر نہ پہنچا سکتے اور بہت سے لوگوں کی طرف سے اس کے خلاف لے دے شروع ہوگئی۔ اور اس میں شک نہیں کہ کتاب کا نام ثقاہت سے گرا ہوا تھا چنانچہ ناشران نے دوبارہ اس کو نئے معتدل نام سے شائع کیا

جناب مولانا ابوالحسن علی ندوی کسی زمانے میں مولانا مودودی صاحب سے بہت قریب رہ چکے ہیں اور پھر علیحدہ ہوکر اپنے طور پر ایک عرصۂ دراز سے قوم وملت کی خدمات میں مصروف ہیں اور اس پورے عرصے میں انھوں نے مودودی صاحب سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا جن چار بنیادی اصطلاحات پر یہ بحث ہے یہ اصطلاحات بھی آج کی نہیں ہیں ایک عرصے سے یہ چھپ کر جماعت اسلامی کے حلقوں میں رواج پا رہی ہیں اور ان اصطلاحات کے مطابق جماعت اسلامی کا بہت کچھ لٹریچر تیار ہوچکا ہے مگر مولانا علی میاں نے کبھی اس پر مستقل کتاب تو کیا معنی کسی مضمون میں اشارۃً بھی کوئی تنقید و احتساب نہیں کیا۔

حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث صاحب سے مولانا ابوالحسن علی ندوی کا جو قربی اور بہت معتقدانہ تعلق اور اُن کی پسندیدگی اور ان کے منشاء کی تکمیل کے لئے جو مولانا ندوی کے یہاں آمادگی ہے وہ بھی اُن حلقوں میں جانی پہچانی ہے۔

اس پسِ منظر میں جب یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ وہ اپنی عام روِش کے خلاف ایک ناخوشگوار فریضہ ادا کر رہے ہیں تو خواہ مخواہ اس قسم کی گنجائش پیدا ہوتی ہے کہ علی میاں نے یہ فریضہ اپنی کسی محترم ہستی کے حکم سے مجبور ہوکر اور کسی حد میں شرمانے کی خاطر بادلِ ناخواستہ تو ادا نہیں کیا ہے۔

بہرحال محرک اگر کسی درجہ میں کوئی اور بھی ہو تب بھی خود کتاب پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ اس میں جو کچھ کہا گیا ہے لِلّٰہیت اور جذبۂ نصیحت اور اسلامی فریضہ سمجھ کر کہا گیا ہے۔ اور بہت صحیح مشورے دیئے گئے ہیں۔ ضرورت ہے کہ مخاطبین بھی ان کو ہمدردانہ مشورے ہی سمجھیں۔ اور اَلَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے ان سے فائدہ اٹھائیں۔

(عتیق الرحمٰن فاروقی)

© rasailojaraid.com